



سوال

(78) قبر والوں سے دعا اور ان کا طواف حرام ہے

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جو شخص قبروں کی پوجا کرے، ان کے گرد طواف کرے، اور قبر والوں سے دعا کرے، ان کے لیے نذرمانے یا اس قسم کی دیگر عبادات، بجالانے، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

یہ ایک بہت عظیم سوال ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کی توفیق و مدد کے ساتھ اس کا جواب قدرے تفصیل کے ساتھ دیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اصحاب قبور کی درج ذیل دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم:

جس شخص کا اسلام پر خاتمہ ہوا ہو اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہوں، ایسے شخص کے لیے خیر و بھلائی کی امید ہے، لیکن وہ اس بات کا بھی محتاج ہے کہ مسلمان بھائی اس کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے مغفرت و رحمت سے سرفراز فرمائے۔ ایسا شخص حسب ذیل ارشاد باری تعالیٰ کے عموم میں داخل ہے:

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝۱۰ ... سورة الحشر

”اور (مال فے ان کے لیے بھی ہے) جو ان (مہاجرین و انصار) کے بعد آئے (اور) وہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو، جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں، معاف فرما اور مومنوں کے لیے ہمارے دل میں کینہ (و حسد) پیدا ہونے نہ دے۔ اے ہمارے پروردگار! تو بڑا شفقت کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔“

وہ شخص جو فوت ہو گیا ہو، وہ خود کسی کو کوئی نفع نہیں دے سکتا، کیونکہ وہ خود ایک بے جان لاشہ ہے۔ وہ اپنی یا کسی کی تکلیف کو دور کرنے کی قطعاً کوئی استطاعت نہیں رکھتا اور نہ اپنے آپ کو یا کسی کو کوئی نفع پہنچا سکتا ہے، لہذا وہ اس بات کا محتاج ہے کہ اس کے مسلمان بھائی اسے نفع پہنچائیں وہ خود اپنے مسلمان بھائیوں کو کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا۔

دوسری قسم:

اصحاب قبور میں سے دوسری قسم ایسے لوگوں کی ہے جن کے افعال ایسے فسق و فجور تک پہنچ گئے ہوں جن کی وجہ سے انسان ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہو، مثلاً: وہ لوگ جو یہ دعویٰ

کرتے ہیں کہ وہ اولیاء ہیں، غیب جانتے ہیں، بیماری سے شفا عطا کر سکتے ہیں اور وہ مختلف طریقوں سے نفع پہنچاتے ہیں، جو حسی اور شرعی طور پر معلوم نہیں، تو ایسے لوگوں کا خاتمہ کفر پر ہوتا ہے، ان کے لیے دعا کرنا یا رحمۃ اللہ علیہ کہنا جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أَوْلَىٰ قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝۱۱۳ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَن مَّوْعِدَةٍ وَعَدَّهَا أَيَاةً فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَيَّرَ بِأُمَّةٍ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ۝۱۱۴ ... سورة التوبة

”پیغمبر اور مسلمانوں کے شایان نہیں جب ان پر ظاہر ہو گیا کہ مشرک اہل دوزخ ہیں، تو ان کے لیے بخشش کی دعاء مانگیں، گو وہ ان کے قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں۔ اور ابراہیم (علیہ السلام) کا اپنے باپ کے لیے بخشش مانگنا تو ایک وعدے کے سبب تھا، جو وہ اس سے کر چکے تھے، لیکن جب ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ اللہ کا پکا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گئے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ابراہیم علیہ السلام بڑے نرم دل اور متحمل مزاج تھے۔“

ایسے لوگ کسی کو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع اور نہ ہی کسی کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے امیدیں وابستہ کرے۔ اگر ایسا ہو کہ کسی شخص کو ان کی کچھ کرامات نظر آتی ہوں، مثلاً: یہ کہ اس نے ان کی قبروں میں نور دیکھا ہو یا ان کی قبروں سے ہتھی خوشبو وغیرہ محسوس کی ہو جب کہ ان کے بارے میں مشورہ ہو کہ ان کا خاتمہ کفر پر ہوا ہے، تو یہ باتیں ایلیس کا دھوکہ اور فریب ہوں گی تاکہ وہ لوگوں کو ان قبر والوں کی وجہ سے فتنے میں مبتلا کر دے۔

میں اپنے مسلمان بھائیوں کو خبر دار کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے وابستہ نہ ہوں، کیونکہ اللہ ہی کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے، تمام امور کا انجام اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کسی مجبور و مضطر کی دعا سن سکتا ہے نہ اس کی تکلیف دور کر سکتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا يَكُمُ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ثُمَّ إِذَا مَنَّكُمُ الضُّرُّ فَإِنَّي أَتِيكُمْ بِالْحُلُقِ ۝۵۳ ... سورة النحل

”اور جو نعمتیں تم کو میسر ہیں، وہ سب اللہ کی طرف سے ہیں، پھر جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اسی کے آگے تم نالہ و فریاد کرتے ہو۔“

مسلمان بھائیوں کو میری یہ بھی نصیحت ہے کہ دین کے بارے میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کی بھی تقلید یا اتباع نہ کریں، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَآءَ إِخْرَوْا ذَكَرَ اللَّهُ كَثِيرًا ۝۲۱ ... سورة الاحزاب

”یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ (کی ذات) میں بہترین نمونہ ہے۔ ہر اس شخص کے لیے جو اللہ (سے ملاقات) اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔“

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ ۝۳۱ ... سورة آل عمران

”اے پیغمبر! لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا۔“

تمام مسلمانوں کے لیے یہ واجب ہے کہ وہ ولایت کا دعویٰ کرنے والے کے اعمال کا کتاب و سنت کی روشنی میں جائزہ لیں۔ اگر وہ کتاب و سنت کے مطابق ہوں تو امید کی جاسکتی ہے کہ وہ اولیاء اللہ میں سے ہو اور اگر وہ کتاب و سنت کے مخالف ہوں تو پھر ایسا شخص اولیاء اللہ میں سے ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اولیاء اللہ کی پہچان کے لیے بنی برعدل و انصاف یہ میزان اور کسوٹی بیان فرمادی ہے:

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَأَخْوَفُ عَلَيْهِمْ وَلَا يَجْمَعُونَ سِوَاهُ ۝۶۲ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝۶۳ ... سورة المؤمنون

”سن لو! بے شک جو اللہ کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غم ناک ہوں گے۔ (یعنی) وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کو اپنا شیوہ زندگی بنا کر ڈرتے اور خوف کھاتے رہے۔“

جو شخص مومن اور متقی ہو وہ اللہ کا ولی ہوگا اور جو مومن اور متقی نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اگر اس میں ایمان و تقویٰ کا کچھ حصہ ہو تو اس میں ولایت کا بھی کچھ حصہ ہو سکتا ہے لیکن کسی شخص کے بارے میں پورے وثوق کے ساتھ ہم کچھ نہیں کہہ سکتے بلکہ عمومی طور پر ہی یہ کہا جاسکتا ہے کہ جو مومن و متقی ہو وہ اللہ کا ولی بھی ہوگا۔

معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ بسا اوقات ان جیسے امور کے ساتھ انسان کی آزمائش بھی کرتا ہے۔ انسان کسی قبر کے ساتھ وابستہ ہو کر صاحب قبر سے دعا کرتا یا اس کی مٹی کو تبرک کے طور پر لے لیتا ہے اور بظاہر اس سے اس کا مطلوب حاصل بھی ہو جاتا ہے، لیکن درحقیقت یہ بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہوتی ہے کیونکہ اس بارے میں ہم یقین ہے کہ کوئی صاحب قبر دعا قبول نہیں کر سکتا اور کسی قبر کی مٹی کسی تکلیف کو دور نہیں کر سکتی اور نہ ہی کوئی نفع پہنچا سکتی ہے۔ ہمیں یہ باتیں اس لیے معلوم ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے:

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنِ دُعَائِهِمْ غٰفِلُونَ ۝ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا لِإِبَادَتِهِمْ كٰفِرِينَ ۱ ... سورة الاحقاف

”اور اس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہو سکتا ہے جو ایسے کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہ دے سکے اور اس کو ان کے پکارنے ہی کی خبر نہ ہو اور جب لوگ جمع کیے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہوں گے اور وہ ان کی پرستش سے انکار کریں گے۔“

اور فرمایا:

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخَلَقُونَ ۲۰ أَمْوَاتٌ غَيْرَ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۲۱ ... سورة النحل

”اور جن لوگوں کو یہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کوئی چیز بھی تو تخلیق نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود تخلیق شدہ ہوتے ہیں، (وہ) مردہ ہیں زندہ نہیں۔ انہیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔“

اس مضموم کی اور بھی بہت سی آیات کریمہ ہیں جو اس بات کی دلیل ہیں کہ اللہ کے سوا جس کسی کو بھی پکارا جائے وہ پکارا کو قبول نہیں کر سکتا اور نہ ہی پکارنے والے کو کوئی نفع پہنچا سکتا ہے، یہ اور بات ہے کہ غیر اللہ کو پکارنے کی صورت میں کبھی امتحان و آزمائش کے طور پر مطلوب حاصل ہو جاتا ہے۔ ہم یہاں یہ عرض کریں گے کہ یہ مطلوب دعا کرنے والے کی دعا کے وقت حاصل ہوا ہے جو غیر اللہ سے کی گئی تھی، اس شخص کی دعا کی وجہ سے نہیں جسے اللہ کے سوا پکارا جا رہا ہے اور کسی چیز کے ساتھ کسی چیز کے حصول اور کسی چیز کے پاس کسی چیز کے حصول میں فرق واضح ہے اور ہمیں علم الیقین کی حد تک یہ بات ان بہت سی آیات کریمہ کی روشنی میں معلوم ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے کہ غیر اللہ کو پکارنا نفع کے حاصل کرنے یا نقصان کے دور کرنے کا سبب نہیں ہو سکتا، لیکن امتحان و آزمائش کے طور پر کبھی کبھی مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کبھی اسباب معصیت کے ساتھ بھی انسان کی آزمائش کرتا ہے تاکہ معلوم کرے کہ اس کا سچا بندہ کون ہے اور اپنی خواہشات نفس کا بجاری کون؟

یہود کے ان اصحاب بہت کو دیکھیے جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہفتے کے دن میں پچھلیوں کے شکار کو حرام قرار دیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں اس طرح آزمائش میں مبتلا کر دیا کہ ہفتے کے دن پچھلیاں بہت کثرت کے ساتھ آتی تھیں اور باقی دنوں میں چھپ جاتی تھیں۔ جب یہ صورت حال خاصے طویل عرصے تک رہی تو وہ کہنے لگے کہ آخر ہم اپنے آپ کو ان پچھلیوں سے کیوں محروم رکھیں۔ انہوں نے اس سلسلے میں حیلے بہانے اور ہمدردی میں سوچنی شروع کر دیں اور پھر کہنے لگے کہ ہم جال جھے کے دن ڈال دیا کریں گے اور پچھلیوں کو اتوار کے روز پکڑ لیا کریں گے۔ انہوں نے ایسا کیا تو یہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ ایک کام کو حلال قرار دینے کا ایک حیلہ تھا۔ اس لیے (مکافات عمل کے طور پر) اللہ تعالیٰ نے انہیں انسانوں کی شکل و صورت سے بندروں کی صورت میں تبدیل کر کے ذلیل و رسوا کر دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَسَلِّمُوا مِنْ الشَّرِيفَاتِ كَأَنَّتِ حَاضِرَةُ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْنَا تَمِيمٌ جِئْنَا تَمِيمٌ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَيَوْمَ لَا يَسْهُونَ لِأَنَّا تَمِيمٌ كَذٰلِكَ نَبْلُوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْشَقُونَ ۱۶۳ ... سورة الاعراف

”اور (اے نبی!) ان (یہود مدینہ) سے اس قصے کا حال تو پوچھو جو سمندر کے کنارے واقع تھا۔ جب یہ لوگ ہفتے کے دن کے بارے میں حد سے تجاوز کرنے لگے، ان کے ہفتے کے دن پمچلیاں ان کے سلمے پانی کے اوپر اتر آئیں اور جب ہفتے کا دن نہ ہوتا تو نہ آئیں۔ اسی طرح ہم ان لوگوں کو ان کی نافرمانیوں کے سبب آزمائش میں ڈالنے لگے۔“

اور فرمایا:

وَلَقَدْ عَلَّمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدُوا مِنكُمْ فِي النَّبْتِ فَعَلْنَا لَهُمْ كُونًا قَرْدًا نَّصِيْبًا ۚ ۱۰ فُجِّلْنَا كَمَا لَمَّا بَيْنَ يَدَيْهَا وَآخِلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُنْتَقِبِينَ ۚ ۱۱ ... سورة البقرة

”اور تم ان لوگوں کو خوب جلنتے ہو جو تم میں سے ہفتے کے دن (پمچلی کا شکار کرنے) میں حد سے تجاوز کر گئے تھے تو ہم نے ان سے کہا کہ ذلیل و خوار بند رہو جاؤ، پھر ہم نے اس قصے کو اس وقت کے لوگوں کے لیے اور ان کے بعد آنے والوں کے لیے عبرت اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت بنا دیا۔“

دیکھئے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اس دن ان پمچلیوں تک رسائی کو کیسے آسان بنا دیا تھا جس دن ان کے لیے شکار کو ممنوع قرار دے دیا گیا تھا؛ لیکن۔ العیاذ باللہ۔ ان لوگوں نے صبر نہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کام کو حلال قرار دینے کے لیے حیلہ و بہانہ تراش لیا۔

پھر اس واقعہ کا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس واقعہ سے تقابل کیجئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی اس طرح آزمائش کی کہ حالت احرام میں ان کے لیے شکار کرنے کو حرام قرار دے دیا، حالانکہ شکار ان کی زمین میں تھا، لیکن انہوں نے شکار کرنے کی جرأت نہ کی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرما دیا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَبِئْسَ مَا كُنْتُمْ تَفْعَلُونَ ۚ ۱۲ مَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۚ ۱۳ ... سورة المائدة

”مومنو! اللہ اس چیز کے شکار سے، جن کو تم ہاتھوں اور نیزوں سے پکڑ سکو، ضرور تمہاری آزمائش کرے گا (یعنی حالت احرام میں شکار کی ممانعت سے) تاکہ معلوم کرے کہ اس سے غائبانہ کون ڈرتا ہے، تو جو اس کے بعد حد سے گزرے، اس کے لیے دکھ دینے والا عذاب (تیار) ہے۔“

شکار حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں کی پہنچ میں تھا، وہ اسے آسانی شکار کر سکتے تھے لیکن وہ اللہ سے ڈر گئے اور انہوں نے قطعاً کسی قسم کا کوئی شکار نہ کیا۔

اسی طرح ہر انسان کے لیے یہ واجب ہے کہ جب اس کے لیے کسی حرام فعل کے اسباب میسر ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اس حرام فعل کا ارتکاب نہ کرے اور اس بات کو خوب جان لے کہ حرام فعل کے لیے اسباب و وسائل کا میسر آنا درحقیقت آزمائش اور امتحان ہے، لہذا حرام فعل کے ارتکاب سے باز رہے اور صبر کرے کیونکہ لہذا انجام پرہیزگاروں ہی کو نصیب ہوگا اور وہ سرخروئی سے ہم کنار ہوں گے۔

هَذَا مَا عِنْدِي وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

فتاویٰ ارکان اسلام

عقائد کے مسائل: صفحہ 152



محدث فتویٰ